Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

اندلس میں :
نعتیہ شاعری کے محرکات و موضوعات

محمد شریف سیالوی

ناقدین کا خیال ہے کہ اسلامی اندلس میں عربی ادب اور علوم دراصل مشرقی روایات ہی کا تسلسل ہیں (۱) مختلف علوم مثلاً عربی لغت و ادب، صرف و نحو ، شعر و بلاغت، قراءات وتفسیر، فقہ و تصوف اور فلسفہ و حکمت میں اسلامی دور کے اساطین علم وفن کی گہری چھاپ ہے (۲) اندلسی علماء نے حیرت انگیز حد تک مشرقی علوم کو اپنایا بلکہ ان میں معتدبہ اضافہ بھی کیا، مثلاً شعر میں روایتی اصناف سخن کے علاوہ نظم بدیع، موشحات اور ازجال تو صرف اہل اندلس کی اختراع ہیں (۳) مذکورہ بالا اصناف اور ممتاز شعراء مثلاً ابن المعتز، ابن قزمان وغیرھما پر کئی تحقیقی مقالات لکھے جا چکے ہیں لیکن دینی ادب کے حوالے سے اندلس میں نعتیہ شاعری کے ارتقاء اور محرکات و موضوعات پر کوئی مبسوط کام نہیں ہوا ـ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عربی زبان و ادب میں نمایاں حصہ ان اندلسی علماء کا ہے جو مشرقی اسلامی ممالک سے قرطبہ، شاطبہ، اشبیلیہ ، مالقہ اور دیگر بلاد و امصار اندلس میں وارد ہوئے نیز یہ امر بھی حقیقت ہے کہ اندلسی علماء کی خاصی تعداد نے مشرق میں واقع علمی مراکز سے بھر پور استفادہ کیا اور پھر ان ادبی اور علمی روایات کو اپنے ہاں متعارف کروایا (۴)ـ

نعتیہ شاعری کے حوالے سے سب سے بڑا محرک تو ایمان بالرسولؐ اور آپؐ کی محبت و اتباع ہے۔ بتقاضائے ایمان ہر مؤمن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور قلب و نگاہ فرش راہ کرنے کو تیار رهتا ہے۔ اور جس شخص کو زبان و بیان پر قدرت حاصل ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالتؐ میں هدیہ عقیدت پیش نہ کرے ـ یہی وجہ ہے کہ صدر اسلام سے هی یہ روایت حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے آرهی ہے (۵)

البتہ فقہ و تصوف کے علماء نے نعتیہ شاعری کو محبت و عقیدت کے علاوہ علم کا پیرایۂ مہیا کیا ، اندلس میں بھی علماء ، فقہاء اور صوفیاء کا ایک جم غفیر مـلتا ہے جنھوں نے یاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گلدستے سجا کر قلب و نظر کی تازگی کا اهتمام کیا ، اس کارخیر میں حکام ، امراء اور سلاطین بھی پیچھے نہیں رهے ـ علاّمہ مقری نے ان محافل کا حال بڑی تفصیل سے پیش کیا (٦)

اندلسی نعتیہ شاعری میں موضوعات اور اسالیب کے لحاظ سے بڑا تنوع ہے۔ تشبیب سے قصیدے کا آغاز هوتا ہے ، کہیں واردات قلبی کا بیان نمایاں ہے تو کہیں سراپا قدس کی تعریف و ثناء ہے ، معجزات اور کمالات مصطفوی کا تذکرہ بڑی عقیدت سے ہے ، عروض و قوافی کی مناسبت سے قصیدہ بانت سعاد (۷) کی تضمین اور وزن پر متعدد قصیدے نظم کیئے گئے ، توشیح ، تخمیس اور تسدیس میں نعتیں لکھی گئیں ، نظم بدیع میں ایسے قصائد هیں جن میں قافیہ حروف هجاء کی ترتیب سے آتا ہے ، کہیں قصیدے کے هر بیت کے اول و آخر میں خاص حرف تہجی کا التزام کیا گیا ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درود و سلام ، شفاعت کی درخواست ، خلفاء راشدین ، صحابہ و اهل بیت علیہم الرضوان کے ساتھ تعلق خاطر

نعت کے اهم اجزاء تھے ۔
ابو زکریا یحیی بن محمد بن خلدون (۷۸۰ھ) کا نعت گوئی میں خاص مقام تھا ، وہ ذکر دیار حبیب ، فراق کی صورت میں عاشق کی کیفیات اور سوز و گداز نیز اپنی قلبی واردات کے ساتھ قصیدے کا آغاز کرتے ھیں ۔ ملاحظه هو (۸)

ماعلی الصبّ فی الهوی من جناح
أن یری حلف عبرة و افتضاح
وإذا ما المحبّ عیل اصطبارا
کیف یصغی إلی نصیحة لاحی

ترجمه : محبت میں عاشق کیلئے کوئی حرج نهیں که وہ اس کے ساتھ آنسو اور رسوائی دیکھے ، عاشق جب بےصبرا هو جائے تو وہ کیونکر ملامت کرنے والے کی نصیحت پر کان دهرتا ہے۔
بارگاہ نبویؐ میں گلهائے عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گناهوں کا اعتراف اور رب العزت کے حضور جذبۂ محبت رسولؐ کو بطور وسیله پیش کرتے ھیں (۹)

واخساری یوم القیامة إن لم
یغفر الله زلّتی واجتراحی
لم اقدّم وسیلة منه إلاّ
حبّ خیر الوریٰ الشفیع الماحی

ترجمه : هائے خساره ہے بروز قیامت اگر الله میری لغزش اور گناہ نه بخش دے ، میں بجز خیر الوریٰ شفیع و ماحی کی محبت کے کوئی وسیله پیش نهیں کر سکتا ۔
محبت رسول وسیلۂ نجات اور ذریعه بخشش ہے ۔ وادی آش کے عبدالله بن عبدالعظیم النمیری اسی فکر کو یوں نظم کرتے ھیں (۱۰)

بعثت ودادی و إشتیاقی وسیلة
و إنی فی باب الرجاء باسط کفًا
و إنّ ذنوبی کا لجبال رجاحـة
وحبک یا مولای ینسفها نسفا
أخیرة خلق الله شوقی اذا بنی
وکدت بحمل الشوق والحبّ ان افنی
صلاتی وتسلیمی علیک مردّد
اجوز علی حدّا لصراط به خطفا

ترجمه : میں نے اپنی محبت اور شوق کو بطور وسیلہ بھیج دیا ، میں اس درِ امید پر اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں ، اگرچہ میرے گناہ پہاڑ کی طرح بھاری ہیں لیکن میرے آقا آپ کی محبت انہیں ریزہ ریزہ کر سکتی ہے۔ اے مخلوق خدا میں سب سے بہتر!میرے شوق نے مجھے پگھلا دیا اور قریب ہے اس عشق و محبت میں فنا ہو جاؤں ، آپ پر بار بار اپنا دردو سلام پیش کرتا ہوں تاکہ پل صراط کی تیز دھار سے آنکھ جھپکنے میں گزر جاؤں۔

واردات قلبی اور جذبات محبت کی حسین تصویر عبدالعزیز علی الغرناطی کے ہاں ملتی ہے (۱۱)

القلـب یعشـق والمدامع تنطق
برح الخفاء فکل عضو منطق
إن کنت اکتم ما اکن من الجوی
فشحوب لونی فی الغرام مصدّق
فلکم سترت عن الوجود محبّتی
والدمع یفصح مایسرّ المنطق
فمتی نظرت فأنت موضع نظرتی
ومتی نطقت فما بغیرک انطق

یا سائلي عن بعض کنه صفاته

کلّ اللسان وکلّ عنه المنطق

ترجمہ : دل محبت کناں ہے اور آنسو گویا ہیں ، خفاء ہٹ گیا اور ہر عضو بولنے لگ گیا ، اگر میں مخفی عشق کو پوشیدہ بھی رکھتا تو محبت میں رنگت کی تبدیلی اس کی تصدیق کر دیتی ، کب تک میں اس محبت کو چھپا سکوں گا کیونکہ آنسو اس پوشیدہ امر کا اظہار کر دیتے ہیں ، میں جب بھی دیکھتا ہوں میری نگاہوں کا مرکز آپ ہیں ، اور جب بولنا چاہوں تو آپ کے بغیر بول نہیں سکتا ۔ مجھ سے آپ کی صفات کی حقیقت کے بارے پوچھنے والے سن لے کہ زبان و کلام آپ کی توصیف میں کند اور عاجز ہو جاتے ہیں ۔

اثیر الدین ابو حیان محمّد بن یوسف (متوفیٰ ۷۴۵ ھ) نے قصیدہ بانت سعاد کے وزن پر قصیدہ ترتیب دیا پہلا بیت یوں ہے (۱۲)

لا تعذلاه فما ذوالحبّ معذول

العقل مختبل والقلب متبول

ترجمہ : عاشق کو ملامت نہ کرو عاشق کو ملامت نہیں کی جانا چاہیے اس لئے کہ اس کی عقل خراب ہے تو دل بیمار ۔

اس طویل قصیدہ میں معجزات رسول کا بیان ہے (۱۳)

وکم له معجزا غیر القرآن اتی

فیه تضافر منقول و معقول

فللرسول انشقاق البدر نشهده

کما لموسی انفلاق البحر منقول

ونبع ماء فرات من انامله

کالعین ثرّت فما الهتّان ماء الفیل

وروّی الخمیس وهم زهاء سبعمئی

مع الرکاب فمشروب و محمول

وردّ عین بکفّ جاء یحملها
قتادة وله شکوی و تعویل
والجذع حـــنّ الیه حین فارقه
حنین ولهاً لها المرؤم مثکول
واشبع الکثر من قلّ الطعام ولم
یکن یمعرّه بالکثر تقلیل
وفی جراب ابی هرّ عجائب کم
یمتازمنه فمأکول و مـــبذول
والعنکبوت بباب الغار قد نسجت
حتی کأن رداء منه مسدول

ترجمہ : ,,قرآن کے علاوہ بھی آپ کے کئی معجزے ہیں جن پر نقلی اور عقلی روایات بکثرت ہیں ، ہم دیکھتے ہیں رسول اللہ کے لئے شق بدر کا ایسا معجزہ ہے جیسے حضرت موسی کے لئے سمندر کا پھٹ جانا منقول ہے ۔ آپ کی انگلیوں سے گویا فرات کا پانی بہہ نکلا جیسے کوئی چشمہ زور دار طریقہ سے پھوٹ نکلے ، ھتـان اور نیـل کی یہاں کیا حیثیت!سات سو سے زاید افراد پر مشتمل لشکر بمع اپنی سواریوں کے سیراب ہوا،پانی پیا بھی اور ضرورت کے لئے ساتھ بھی لے لیا گیا، حضرت قتادۃ ھتھیلی پر اپنی آنکھ رکھ کر لائے تو اسے صحیح سلامت اپنی جگہ پر لوٹا دیا ، ان کی فریاد اور بھروسہ بھی تو آپ ھی پر تھا ، کھجور کا تنا آپ کی جدائی اور شدید محبت میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اس لئے کہ آپ کی ذات سے مامتا کی سی محبت ہے۔ تھوڑے کھانے سے کئی افراد کو سیر کر دیا ، کھانے والوں کی کثرت کو یہ کم کھانا محروم اور بے توشہ کرنے والا نہ تھـا ، حضرت ابو ھریرۃ کے توشہ دان کے کتنے عجائب ہیں اس میں سے

کھایا بھی جاتا ہے اور خرچ بھی کیا جاتا ہے ، مکڑی غار کے دہانے پر جالا بن دیتی ہے گویا ایک چادر ہے جسے لٹکا دیا گیا ہو ۔ "

بیان معجزات میں کئی اور نمونے بھی پیش کیئے جا سکتے ، بغرض اختصار ابوبکر احمد بن جزی کے قصیدے سے چند اشعار درج کئیے جاتے ھیں ، اس قصیدہ کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ہر بیت کا عجز (دوسرا مصرع) امرؤالقیس (۱۴) کے مشہور قصیدہ سے مأخوذ ہے ملاحظہ ہو (۱۵)

الم ترأنّ الطبية استشفعت به
تميل عليه هونة غير مجفال
وقال لها عودى فقالت له نعم
ولو قطّعوا رأسى لديک اوصالى
واضحى ابن حجش بالعسيب مقاتلا
وليس بذى رمح وليس بنبّال
وحسبک من سوط الطفيل اضاءة
كمصباح زيت فى قناديل ذبّال

ترجمہ : کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہرنی آپ سے سفارش کی درخواست کرتی ہے ، بڑے آرام اور بے خوفی سے۔آپؐ نے فرمایا لوٹ کر آ جانا تو اس نے کہا ,,ھاں " اگرچہ آپؐ کے پاس وہ میرا سر اور سب جوڑ ھی کاٹ ڈالیں ، ابن حجش کھجور کی شاخ سے ھی لڑنے لگے وہ نہ تو نیزے والے تھے اور نہ ھی تیر انداز ، طفیل کی لاٹھی یوں روشنی دیتی ہے گویا قندیل میں رکھا ھوا زیتون کے تیل سے روشن بتی والا چراغ ھو ۔

قدیم قصیدہ کے اسلوب کو برقرار رکھتے ہوئے دیار محبوب کی طرف جانے والے کو پیغام دینا ، بارگاہ محبوب کے آداب کی پاسداری

پر تاکید اور عاشق دلفگار کی حالت زار بیان کر کے محبوب کی توجه کا طالب هونا اور اسی نوعیت کے دوسرے رحجانات کا اندلسی نعتیه شاعری میں واضح اظهار هوتا ہے ، لسان الدین ابن الخطیب (۱٦) کا قصیده جو انهوں نے سال ٦٣ﮬ کی محفل میلاد میں سنایا ، چند ابیات یه هیں (۱۷)

نشدتک یا رکب الحجاز تضاءلت
لک الارض مهما استعرض السهل وامتدا
اذا أنت شافهت الدیار بطیبة
وجئت بها القبر المقدس واللحدا
وأنست نورا من جناب محمد
یجلی القلوب الغلف والاعین الرمدا
فتُب عن بعید الدار فی ذلک الحمی
واذربه دمعا و عفّربه خدّا
وقل یا رسول الله عبد تقاصرت
خطاه واضحی من احبّته فردا

ترجمه : اے حجاز کے سوار! زمین کے طویل و عریض میدان تمهارے لئے سکڑ جائیں ، جب طیبه کی سر زمین دیکھے اور وهاں اس قبر مقدس پر حاضر هو تو بارگاه محمدی کے نور سے مانوس هو جانا کیونکه یه نور بند دلوں کو اور آشوب زده نگاهوں کو جلا بخشتا ہے۔ اپنے گھر سے دور اس پناهگاه میں رجوع کر ، اپنے آنسو بہا اور خاک پاک اپنے رخسار پر ڈال دے ، عرض کرنا یا رسول الله ایک غلام ہے جس کے قدم چلنے سے قاصر هیں اور وه چاهنے والوں سے بچھڑ کر تنہا ره گیا ہے۔

مدیح الرسول کی صنف میں لسان الدین ابن الخطیب کا کلیدی کردار ہے ، ان کی اولاد اور تلامذه کی ایک کثیر تعداد کو نعتیه

شاعری میں درجۂ کمال حاصل تھا ۔ یہ لوگ محض شاعر ہی نہ تھے بلکہ علوم شریعت کے ماہر بھی تھے ، اس لئے ان کے نعتیہ قصائد میں قرآن و سنت اور تاریخ و آثار کے حوالے ملتے ہیں ۔ اندلس میں قاضی عیاض کی ,,کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفی،، بڑی مقبول تھی، ہر خاص و عام اس کتاب کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتا، یہی وجہ ہے کہ نعتیہ قصائد کے مضامین کا سب سے بڑا مآخذ بھی یہی کتاب ہے۔ لسان الدین ابن الخطیب کے متعدد قصائد ہیں جو انہوں نے امراء و سلاطین کے زیر اہتمام محافل میلاد میں پڑھے۔ ان کے قصائد میں مضامین کے اعتبار سے خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ رسول اللہ کے فضائل، محاسن، شمائل اور معجزات و کرامات کا بیان ان کی سیرت، تاریخ اور علوم دینیہ سے آگہی کا عمدہ ثبوت ہے۔ ادبی اور اسلوب نگارش کے اعتبار سے وہ نظم و نثر ہر دو میں ایک دبستان اور روایت کے بانی ہیں ۔ یوم ولادت رسولؐ پر ان کے قصیدے کے چند اشعار (۱۸) :

لمولدک اهتزّ الوجود فاشرقت
قصور ببصری ضاءت الهضب والوهدا
ومن رعبه الاوثان خرّت مهابة
ومن هوله ایوان کسری قد انهدّا
رعی الله منه لیلة اطلع الهدی
علی الارض من آفاقها القمر السعدا

ترجمہ : آپ کی ولادت سے کائنات جھوم اٹھی ، بصری کے محلات تک روشنی پھیل گئی ، بلندی و پستی چمک اٹھی ، آپ کے رعب سے بت اوندھے منہ گر پڑے اور آپ کے دبدبہ سے ایوان کسری گر گیا ، اس رات کی خیر ہو جس میں زمین پر بلندیوں سے ھدایت کا خوش بختی والا چاند طلوع ھوا ۔

عبداللہ بن لسان الدین ابن الخطیب نے اپنے والد کی روایت کو برقرار رکھا ، سال ۷٦۳ ھ کی محفل میلاد میں نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر یوں ہے (۱۹)

واکـــرم بلیـلـــة میـــلاده

علی کل وقت و عصـر و جیل

محفـل میـلاد سـال ۷٦۵ ھ کـے قصیـدے میں سے چنـد اشعـار ذیـل میـں ہیں (۲۰) ۔

لله مـولـده الـذی انـــواره

صدعت ظلال للضـلال بهیمـا

شرعت من التائیـد سیف هدایة

اردت ظبـاه فـارســا والــــروما

ترجمہ : آپ کا یوم ولادت تو اتنا عظیم ہے کہ اس دن کے انوار نے گمراہی کی سخت تاریکیوں کو پھاڑ ڈالا ، تائید الٰہی سے ہدایت کی ایسی تلوار سونت لی جس نے فارس و روم کو تباہ کر دیا۔

یوم ولادت سید المـــرســلین کی مناسبت سے ابن الجیان کے نعتیہ قصائد اور بالخصوص صلوۃ و سلام اندلسی شاعری کے امتیازات و خصائص کا نمائندہ ہیں ملاحظہ ہو (۲۱)

دنت النجوم الزهر یوم ولادته

ورأت حلیمة ایة لسیادته

وتحدثت سعد بذکر سعادته

فتفاءلوا نعم الیتیم یتیما

صلوا علیه وسلموا تسلیما

ترجمہ : آپ کی ولادت کے روز روشن ستارے قریب آ گئے ، حلیمہ نے آپ کی سیادت (سروری) کی نشانی دیکھ لی ، سعدیہ نے

اپنی خوش بختی کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اسے نیک فال جانا اور کہا یہ یتیم بہت خوب ہے۔

درود و سلام پر مشتمل اکثر قصائد تخمیس کی نوع سے ہیں ، ابو اسحاق ابراهیم بن سہل الأشبیلی (۲۲) کا اس اسلوب میں قصیدہ میلادیۃ ہے (۲۳)۔

ابدی جبین أبیه شاهد نوره

سجعت به الکهان قبل ظهوره

کالطیر غرد معربا بصفیره

عن وجه اصباح یطل نسیما

صلوا علیه وسلموا تسلیما

ترجمہ : آپ کے والد محترم کی پیشانی نے آپ کے نور کو ظاہر کیا ، کاہنوں نے آپ کے ظہور سے قبل ہی اس نور کی توصیف کی گویا پرندہ اپنی آواز سے اس طلوع صبح کی خبر دے رہا ہے جو باد نسیم کو اوپر سے جھانکتا ہے۔

اندلسی نعتیہ شاعری میں درود و سلام پر مبنی تخمیس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ۔ تقریباً ہر نعت گو شاعر نے اس اسلوب میں کلام موزون کیا اور بدیع کے حوالے سے اس میں خوب جدت پیدا کی۔ مثلاً مالک بن المرحل مالقی کا ایک نعتیہ قصیدہ ہے ہر بند کو خاص حرف تہجی سے شروع کیا اور اسی پر ختم کیا اور پھر یہ قطعات حروف ہجاء کی ترتیب کے ساتھ ہیں ۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو (۲۴)

الف ، اجل الانبیاء نبیّ

بضیائه شمس النهار تضیئی

وبه یؤمل محسن و مسیئی

فضلا من الله العظیم عظیما

صلوا عليه وسلموا تسليمـا

قاف ، قوافی النظم عنه تضيق

أيطيقه الإنسان ليس يطيق

فالخلق فی التقصير عنه خليق

ولو أنّهم ملئوا الفضاء رقوما

صلّوا عليه و سلموا تسليما

ترجمه : الف ، انبیاء میں سے عظیم بنی جس کی چمک سے دن کا سورج چمک پاتا ہے ، نیک و بد کی امید آپ ھی سے وابستہ ہے ، آپ اللہ کی طرف سے فضل عظیم ھیں۔

قاف : قافیہ شعر آپ کے بارے تنگ دامن ہو جاتے ھیں ، بھلا کوئی انسان آپ کے وصف و ثناء کا حق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے ؟ طاقت نہیں رکھتا ، مخلوق آپ کے وصف سے عاجزی کے لائق ہے خواہ وہ کائنات کے صفحہ کو لکھنے سے بھر دیں ۔

طبقہ صوفیاء میں سے ابن العریف متوفی ۵۳٦ ھ کا نام مدح الرسولؐ میں بہت نمایاں ہے۔ ,,مطالع الانوار و منابع الاسرار،، کے چند آخری اشعار مطالعہ فرمائیے (۲۵)

صلی الا له علی النبی اهادی

مالاذت الارواح بالاجساد

صلی علیه الله ما همع الحیا

فسقی البلاد برائح أو غادی

صلی علی خیر الانام محمد

من خصّه بالنور و الارشاد

صلی الا له علی رسول خاتم

ختم النبوة بالكتاب الهادی

ترجمه : اللہ کی طرف سے رحمت ہو نبی ہادی پر جب تک ارواح جسموں میں پناہ گزین ہیں ۔ اللہ کی طرف سے رحمت ہو آپؐ پر جب تک موسلادھار بارش ہوتی رہے اور صبح و شام شہروں کو سیراب کرتی رہے ،

اللہ کی طرف سے سلام ہو محمد پر جو خیر الانام ہیں اور جنہیں اللہ نے نور و ارشاد کے ساتھ خاص کر دیا۔

اللہ کی طرف سے سلام ہو رسول خاتم پر کہ ہدایت والی کتاب دے کر آپ پر نبوت کو ختم کر دیا ۔

اسی طرح تسدیس میں محمد بن العفیف الحسنی الصفوی (۲۶) کے علاوہ بہت سے شعراء نے قصائد نظم کیئے ۔

چونکہ اس مضمون میں نعتیہ قصائد کے تفصیلی موضوعات اور ان کے شواهد کا احاطہ مقصود نہیں اس لئے اشارات اور منتخبات پر اکتفا کیا گیا ، بایں همه اس سرسری جائزه سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نعتیہ شاعری ایک خاص طبقہ میں روایت کا درجہ رکھتی ہے اس سے مراد صوفیاء و صالحین اور ان کے معتقدین کا گروہ ہے ۔ صوفیاء اندلس میں سے شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا نام قابل ذکر ہے ۔ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ,,الفتوحات المکیۃ ،، میں ہزاروں اشعار بارگاہ رسالتؐ میں نذر کرتے ہیں ۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو (۲۷)

الابابی من کان ملکا وسیدا

وادم بین الماء والطین واقف

فذاک الرسول الابطحی محمد

له فی العلا مجد تلید وطارف

اذا رام امرا لا یکون خلافه

ولیس لذاک الامر فی الکون صارف

ترجمه : میرے ماں باپ قربان اس شاہ اور سردار پر جو اس وقت بھی تھا جب آدم پانی اور گارے میں تھے ۔
محمدؐ بطحا کے والی اور وہ عظیم رسول ھیں جن کی بزرگی قدیم موروثی بھی ہے اور نئی بھی ۔
جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتے ھیں ، تو اس کے خلاف نہیں ہو سکتا ، کائنات میں کوئی اس امر سے آپ کو پھیر نہیں سکتا ۔

یا حبذا المسجد من مسجد

وحبـذا له الروضـة من مشهد

وحبذا طیبة من بلدة

فیها ضریح المصطفی احمد

صلی علیه الله من سیّد

لولاه لم نفلح ولم نهتـد

ترجمه : مسجدوں میں سے مسجد نبوی خوب ہے ، اور زیارت گاھوں میں سے روضہ رسول خوب ہے ، شہروں میں طیبہ خوب ہے جس میں احمد مصطفی کی قبر انور ہے ، اس سرور کائنات پر اللہ کی رحمت ہو ، وہ نہ ہوتے تو نہ ہم فلاح پاتے اور نہ ھدایت ۔

موضوعات مدح الرسولؐ کی نسبت سے اندلسی نعتیہ شاعری کا ایک اور پہلو بھی سامنے آتا ہے وہ یہ کہ آپ کی ذات والا صفات سے محبت اور تعظیم کے ساتھ ساتھ آپ کے متعلقات بھی لائق تعظیم و احترام اور ذریعۂ برکت گردانے جاتے ۔ اس پس منظر میں نقش نعل پاک کی برکت کو والہانہ انداز میں نظم کیا گیا ۔ اس موضوع پر مقری کی ایک مستقل تالیف ,,فتح المتعال فی مدح النعال ،، سے ایک اندلسی خاتون کے قصیدے کے چند ابیات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ھیں (۲۸)

سالثم التمثال اذا لم اجد
للثم نعل المصطفی من سبیل
لعلنی احظی بتقبیله
فی جنّة الفردوس اسنی مقیل

ترجمه : اگر مصطفی کے نعل پاک کو چہرے پر رکھنے کی کوئی صورت نہ بنی تو میں اس کے نقش پاک ہی کو اپنے چہرے پر رکھوں گی تاکہ مجھے اس کے چومنے کی برکت سے جنت الفردوس میں بلند ٹھکانہ نصیب ہو۔

عربی زبان کے علاوہ موریسکی اور اسپانوی زبانوں میں بھی یہ صنف شاعری منتقل ہوئی۔ عیسی بن جابر کے قصائد مدحیہ میں سے چند ابیات کا عربی ترجمہ پیش خدمت ہے (۲۹)

یا ربنّا ، صلّ علیه
واشملنا بحبک معه
واخرجنا فی جماعته
فی رحاب محمد

یا حبیبی یا محمد والصلاة علی محمد

ومن یرد حسن المآل
وبلوغ المقام العالی
فلیکثر فی ظلام اللیالی
من الصلاة علی محمد

یا حبیبی یا محمد ۰ والصلاة علی محمد

اسپانوی زبان واقعہ اسراء و معراج کے ساتھ ڈانٹے کی Paradise Lost کو اتنی مناسبت ہے کہ اس رائے کے قائم کرنے میں کوئی قباحت نہیں کہ مذکور بالا کتاب کا اصلی ماخذ اسلامی ادب ہے (۳۰)

حواشی و مراجع

۱ ـ تیارات النقد الأدبی فی الأندلس ، ص ۱۱ د. مصطفی علیان عبدالرحیم مؤسسة الرسالة ، بیروت ۱۹۸۶م

۲ ـ تفصیل دیکھیئے مقدمة ابن خلدون ، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ ھ صفحات ۴۳۷ ـ ۵۱۳ منشورات الاعلمی للمطبوعات ، بیروت بلا تاریخ ظہر الاسلام ، احمد امین المصری : ۳/۸۲ ـ ۹۸ ، دارالکتاب العربی بیروت ، لبنان ۱۹۶۹م

۳ ـ موشح کی لغوی اور اصلاحی تحقیق دیکھیئے تاج العروس : ۲/۲۴۶ ، مقدمہ ابن خلدون ص۵۸۳ ـ ۵۸۸، تاریخ آداب العرب للرافعی : ۳/۱۶۰ ، تاریخ الفکر الاندلسی ص ۱۳۳ ،،زجل ،، دیکھیئے تاریخ الفکر الاندلسی ص ۱۳۳ ، الزجل فی الأندلس ، د. عبدالعزیز الاهوانی ، نفح الطیب : ۹/ ۲۲۸ ، تاریخ النقد الادبی عندالعرب ص ۵۰۸ ، د. ۱ احسان عباس ، دارالثقافة بیروت ۱۹۸۶م ، ظہرالاسلام : ۳/۱۸۷ ۱۹۱ ـ ۲۰۳

۴ ـ نفح الطیب ، احمد المقری : الباب الخامس والباب السادس. تاریخ الادب الاندلسی (عصر سیادة قرطبه) ص ۱۱ ، دار الثقافة ، ۱۹۶۹م .
ظہر الاسلام : ۳/۵۶ ـ ۶۳ ، ۱۰۶ ، ۲۲ ـ ۲۷ .

۵ ـ کتاب الاغانی ، ابو الفرج الاصفہانی : اخبار حسان بن ثابت ، ۳ / ۱۲۷ ـ ۱۳۰ مؤسسة جمال للطباعة والنشر ، بیروت بلا تاریخ

۶ ـ نفح الطیب ، احمد مقری : ۹/۲۱۳ ـ ۲۱۵

۷ ـ کعب بن زہیر کا مشہور قصیدہ ہے اس کا پہلا بیت ہے

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول   متیّم اثر ہالم یفد مکبول

۸ ـ المجموعة النبهانیة فی المدائح النبویة، یوسف النبہانی : ۱/۶۰۱ مطبعة المعارف بیروت ۱۳۲۰ھ .

۹ ـ ایضاً : ۱/۶۰۲

۱۰ ـ ایضاً : ۲/۲۸۵

۱۱ ـ ایضاً : ۲ / ۴۳۹

۱۲ ـ ایضاً : ۵۲

۱۳ ـ المجموعة النبهانیة فی المدائح النبویة : ۳ / ۵۲

۱۴ ـ امرؤالقیس جاہلی شعراء میں سے ہے۔ معلقات میں پہلا قصیدہ اسی کا ہے۔ یہاں جس قصیدے سے اقتباس ہے وہ معلقات میں شامل نہیں ۔

۱۵ ـ المجموعة النبهانیة : ۳۲۸ ـ ۳۲۹

۱۶ ـ مقری نے اپنی کتاب نفح الطیب کی آخری جلد میں لسان الدین بن الخطیب اور ان کے تلامذہ کی علمی و ادبی خدمات پر مفصل لکھا ۔ وہ بلوشہ میں پیدا ہوئے ، غرناطہ میں پروان چڑھے ، وزارت کے عہدے پر فائز رہے، کئی کتابوں کے مصنف ھیں وفات ۷۷۶ ھ میں ہوئی ۔ معجم المؤلفین : ۱۰ / ۲۱۶

۱۷ ـ المجموعة النبهانیة : ۲/۳۸

١٨ ـ ایضاً : ٢/٣١

١٩ ـ ایضاً : ٣/٣٥١

٢٠ ـ ایضاً : ٣/٩۷

٢١ ـ نفح الطیب : ١٠ / ٢٩٠

٢٢ ـ ابراهیم بن سہل الاسرائیلی (متوفی ٦٣٩ هـ) کا شمار ادباء و شعراء میں ہوتا ہے۔ پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے ۔ مدح رسولؐ میں کئی شعر کہے ۔ معجم المؤلفین : ١ / ٣۷

٢٣ ـ نفح الطیب : ١٠/ ٢٩٩

٢٣ ـ ایضاً : ١٠/٣٠۷ ، ٣٠٨

٢٥ ـ ایضاً : ١٠/٣٣٥

٢٦ ـ ایضاً : ١٠/ ٣٣١

٢۷ ـ الفتوحات المکیّة : الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی الطائی (دار الکتب العربیة الکبری، مصر)

٢٨ ـ فتح المتعال فی مدح النعال، احمد المقری ، ص ٢۷٣ ، طبعه أولی ، دائرہ معارف نظامیه ، ١٣٣٣هـ

اس موضوع پر اندلسی شعراء کا کلام اسی کتاب کے صفحات ٢٦۷ ، ٢۷٢ اور ٢۷٦ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

٢٩ ـ تاریخ الفکر الاندلسی ، مترجم حسین مؤنس ، ص ٥١٦ ، ٥١۷ ، طبعه أولی ، مکتبه النهضة المصریة ، ١٩٥٥ م .

٣٠ ـ ایضاً : ص ٥٥١ ـ ٥۷٣ .

★★★

كتابة زخرفية بخط ثلثي جلي نصها : « عليك
عـون الله » ، من كتابات البابا الخطاط تقليداً
للوحة ، كتبها « سامي » سنة ٣٠٧ هـ .